ڈاکٹر سیّد اسرار الحق سبیلی

اسسٹنٹ پروفیسر وصدر شعبۂ اُردو
گورنمنٹ ڈگری اینڈ پی جی کالج سدی پیٹ،
ریاست تلنگانہ، ہندوستان

بچوں کے اُردو اَدب کے فروغ میں غیر مسلموں کا حصّہ

ABSTRACT

Children's Urdu literature and the services of non-muslim writers.
By Dr. Syed Asrar-ul-Haque Sabeeli, Assistant Prof. and Chairman Department of Urdu, Govt. Degree and P.G. College, Sadi Pith, Talangana, India.

Literature decides the intellectual position of any society. Urdu literature had paved its ways in the sub-continent before partition. As a previaling tool Urdu literature played a pivotal role in the up-bringing of children as well. Children's literature has been dealt with special techniques according to the need of time and demand of children. It is noteable that non-Muslim Urdu writers had also been writing children literature with the passage of time. In this article, researcher traces the pages of history in which the services of non-Muslim Urdu writers in the context of children's literature had been reviewed.

زبان اظہار و بیان کا نام ہے، یہ ایک فطری قوت و نعمت ہے، جو خالق کائنات نے انسان کو عطا کی ہے(۱) انسان فطری طور پر اپنے والدین اور آس پاس کی زبان سیکھ لیتا ہے، زبان کی پیدائش کی بنیاد ماحول اور سماج ہے، نہ کہ مذہب۔ سماج میں جو زبان رائج ہوتی ہے، خالق کائنات اپنے بندوں کی رہ نمائی کے لیے اسی زبان کا انتخاب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں پیغمبر بھیجے اور ان ہی کی زبان میں کتابِ ہدایت نازل کی (۲)۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ زبان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، بلکہ مذہبی اور خدائی رہ نمائی کے لیے زبان کی ضرورت پیش آتی ہے، اور یہ معاملہ دنیا کی تمام قدیم زبانوں کے ساتھ پیش آیا ہے کہ مالکِ جہاں نے اپنے حیات بخش پیغام کے لیے دنیا میں رائج زبانوں کا انتخاب کیا ہے۔

اُردو زبان اسلام کے آغاز کے ایک تقریباً چھے سال بعد ہندوستان میں پیدا ہوئی (۳)۔ یہ زبان ہندوستان میں مختلف قوموں کے اختلاط، میل جول، دوستانہ تعلقات، کاروباری ضروریات اور سماجی و سیاسی روابط کی بنا پر وجود میں آئی، اور اس نے ہندوستان کی تمام زبانوں اور بولیوں کے عناصر کو اپنے دامنِ گل میں جگہ دی، گویا اُردو زبان تمام

ہندوستانی زبانوں کا عطرِ مجموعہ ہے، ابتداء میں اسے ہندی، ہندوی اور ریختہ کا نام دیا گیا، اور بعد میں اُردو زبان کے نام سے مشہور ہوئی (۴)۔

اُردو کی ابتداء سے لے کر آج تک ہر مذہب و مکتب فکر کے افراد نے اسے عوامی زبان کی حیثیت سے اختیار کیا، اور خلوص دل سے مادر مہربان زبان اُردو کی آبیاری کی، اور اس کی ترقی ونشوونما میں حصہ لیا، چناں چہ تاریخ ادب اُردو کے ہر دور میں ہمیں ہر مذہب و مکتب کے اہل قلم ملتے ہیں، جنھوں نے اُردو ادب کی مختلف اصناف کی خدمت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آج ہم بچوں کے ادب کے فروغ اور نشوونما میں ان غیر مسلم اصحابِ قلم کا ذکر کریں گے، جنھوں نے پورے خلوص، دردمندی اور ذمہ داری کے ساتھ بچوں کی ذہنی وفکری تربیت کا مقدس فریضہ انجام دیا ہے۔

بچوں کے ادب کے ابتدائی دور (ابتدا تا ۱۸۵۷ء) میں ہمیں ماسٹر رام چندر، ماسٹر پیارے لال اور نہال چند لاہوری نظر آتے ہیں، بچوں کے ادب کا دوسرا دور جو ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء پر مشتمل ہے، اس دور میں پیارے لال آشوب، چکبست، درگا سہائے سرور جہاں آبادی، منشی پریم چند، تلوک چند محروم اور پنڈت جواہر لعل نہرو کی خدمات نمایاں ہیں۔

پیارے لال آشوب ۱۸۶۴ء میں پنجاب بک ڈپو کے کیوریٹر مقرر ہوئے، محمد حسین آزاد کی طرح کرنل ہالرائڈ کی فرمائش پر ''اُردو کی تیسری کتاب'' اور ''اُردو کی چوتھی کتاب'' مرتّب کیں، اُردو والوں میں یہ غلط فہمی رائج ہوگئی تھی کہ محمد حسین آزاد نے چاروں ریڈرس مرتب کی تھیں، جیسا کہ پروفیسر ممتاز حسین نے اُردو کی پہلی کتاب (مطبوعہ ترقی اُردو بورڈ کراچی، ۱۹۸۳ء) اور ڈاکٹر اسلم فرخی نے اپنے تحقیقی مقالہ: ''محمد حسین آزاد۔ حیات اور تصانیف'' میں یہی خیال ظاہر کیا ہے، لیکن ڈاکٹر حسن اختر نے اپنے تحقیقی مضمون: ''اُردو کی پہلی کتاب'' (ماہ نامہ کتاب نما دہلی فروری ۱۹۸۴ء) میں متعدد شواہد و دلائل سے ثابت کیا ہے کہ محمد حسین آزاد نے صرف اُردو کی پہلی اور دوسری کتاب مرتّب کی تھیں، اور اُردو کی تیسری اور چوتھی کتاب پیارے لال آشوب کی مرتب کردہ تھیں (۵)۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کتابوں پر مرتب کا نام درج نہیں کیا جاتا تھا، پیارے لال کی مذکورہ دونوں کتابیں ۱۸۷۰ء کے آس پاس مرتب کی گئی تھیں (۶)۔

پنڈت برج نارائن چکبست نے بہ طور خاص بچوں کے لیے علاحدہ مجموعہ کلام نہیں چھوڑا، لیکن ان کے مجموعۂ کلام ''صبحِ وطن'' میں بہت سی نظمیں ایسی ہیں، جو بچوں کی شاعری کا اٹوٹ حصہ ہیں، جیسے ہمارا وطن دل سے پیارا وطن، خاکِ ہند، وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک، گائے وغیرہ، انھوں نے حالیؔ کی ''مجالس النساء'' کی طرح خاص طور پر بچیوں کے لیے بہت سی نظمیں لکھی ہیں، جن میں پھول مالا، اور ''لڑکیوں سے خطاب'' بہ طور خاص قابل ذکر ہیں، ایک نظم میں انھوں نے ڈرامائی انداز میں رام چندر جی کے بن باس جانے سے پہلے اپنی ماں سے رخصت ہونے کا منظر پیش کیا ہے۔

درگا سہائے سرور جہاں آبادی چکبست کی طرح قومی و وطنی شاعری، مناظر قدرت اور ہندوستانی فضا کی منظر نگاری کے لیے مشہور ہیں، مناظرِ فطرت کی رعنائی اور حبِ وطن سے سرشار ان کی بہت سی نظمیں اپنے اسلوب، زبان کی سادگی اور موضوع کے اعتبار سے بچوں کے ادب میں شامل کی جانے کی مستحق ہیں، جیسے : یادِ بچپن، یادِ طفلی، لالہ صحرا، حُبِّ وطن، گلزار وطن، سرزمین وطن، خاک وطن، یادِ وطن، چشمِ وطن، ایک جلا وطن محبِ قوم کا گیت، گنگا جی، جمنا، نسیم سحر، شفق شام، بیر بہوٹی، سارس کا جوڑا، مرغابی، کوئل، جگنو، دمن اور ہنس اور بھونرے کی بے قراری وغیرہ (۷)۔

بچوں کے شاعر کی حیثیت سے تلوک چند محروم ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں، اسماعیل میرٹھی کے بعد وہ پہلے شاعر ہیں، جنھوں نے بچوں کے ادب میں کیفیت و کمیت کے اعتبار سے اچھا شعری سرمایہ چھوڑا ہے، محروم عمر بھر درس و تدریس سے وابستہ رہے، انھوں نے بچوں کی نفسیات، پسند اور رجحان کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا تھا، ان کو بچوں سے والہانہ محبّت تھی، انھوں نے بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی ذہنی و اخلاقی نشو و نما کے لیے صحت مند شعری ادب تحریر کیا، انھوں نے بچوں کے لیے دو شعری مجموعے : ''بہارِ طفلی'' اور ''بچوں کی دنیا'' ترتیب دیے، ان کی بہت سی اخلاقی، قومی اور وطنی نظمیں مدارس کی نصابی کتب میں شامل رہی ہیں، ان کی ایک نظم : ''برندا بن کی صبح'' بہت اچھوتی ہے، جس میں جمنا کے خوب صورت مناظر کا نظارہ کرایا گیا ہے، ان کی نظموں میں اخلاقی تربیت کا پورا اہتمام نظر آتا ہے، اخلاقی نقطۂ نظر سے انھیں بچّوں کے ادب میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، ان کی اخلاقی نظموں میں سچّائی، وقت کی پابندی، محنت، سویرے اُٹھنا، اچھا آدمی، جھوٹ، جھوٹ بڑا پاپ ہے، اچھا بچّہ، پہلے کام پیچھے آرام، مہربانی کے چھوٹے چھوٹے کام اور بہت بولنا عیب ہے، بہت اہم اور لائقِ مطالعہ نظمیں ہیں (۸)۔

ہندوستان کے دیہات، مزدور اور کسان کے مسائل کو سب سے پہلے اپنے ناول و افسانہ میں جگہ دینے والے عظیم فن کار منشی پریم چند نے بچوں کے لیے بہت سی کہانیاں اور تاریخی افسانے لکھے ہیں، وہ بنارس کے ایک دیہات میں شعبۂ تعلیم سے ایک عرصہ تک وابستہ رہے، وہ دیہات کے سادہ لوح بچّوں کے جذبات و احساسات سے اچھی طرح واقف تھے، ان کو بچّوں اور ان کے ادب سے محبت تھی، انھوں نے بچوں کی ضروریات، مسائل، ان کی ذہنی نشو و نما اور بہتر نگہداشت کی طرف ایک مخصوص زاویہ سے نگاہ ڈالی، بچّوں کے لیے لکھی گئ ان کی کہانیوں میں نادان دوست، عبرت، عیدگاہ اور سچائی کا انعام بہت مقبول ہیں، ان کی دوسری کہانیوں میں معصوم بچّہ، اناتھ لڑکی، گلی ڈنڈا، جگنو کی چمک، کشمیری سیب، ہولی کی چھٹی، نوک جھوک، چیل، شکار، آخری حیلہ، دو بیل اور سوتیلی ماں وغیرہ قیمتی تحفہ ہیں، انھوں نے دیہاتوں کے ماحول کی منظر کشی، کرداروں کی جذبات نگاری، سماج کی پیچیدگی اور اخلاقی اقدار کی مؤثر تلقین جس قدر مؤثر، عام فہم اور دل نشیں اسلوب میں پیش کی ہے، وہ ان کا زندہ جاوید کارنامہ ہے (۹)۔

آزادی کے رہنما اور آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو اُردو کے اچھے انشا پرداز اور مضمون نگار تھے، وہ اُردو ہی میں مراسلت اور خط و کتابت کرتے تھے، سیاسی و انتظامی خطوط کے علاوہ انھوں نے اپنی لختِ جگر اندرا پریہ درشنی کو وشوا بھارتی شانتی نکیتن میں تعلیم کے دوران جو خطوط لکھے ہیں، وہ بچوں کے ادب کا قیمتی اثاثہ ہیں، یہ خطوط ''باپ کے خط بیٹی کے نام'' سے شائع ہو چکے ہیں، ان کے خطوط بچوں کی مختلف درسی کتب میں شامل کیے جاتے رہے ہیں، مثلاً ایک خط میں انھوں نے تہذیب سے متعلق مفید باتیں نہایت عام فہم انداز میں اپنی بیٹی کو ذہن نشین کرائی ہیں، خطوط کے علاوہ ان کے کئی مضامین اور کہانیاں ماہ نامہ ''پیامِ تعلیم''، نئی دہلی میں شائع ہوئی ہیں، جیسے دنیا کی سب سے جاندار اشیاء (جنوری ۱۹۳۰ء) دنیا کی تاریخ کیسے لکھی گئی؟ (مارچ ۱۹۳۰ء) ہمارا ملک (اکتوبر ۱۹۳۱ء) اور ایک عقل مند آدمی (نومبر ۱۹۵۵ء) وغیرہ (۱۰)۔

بچوں کے ادب کے تیسرے دور میں جو آزادی کے بعد سے شروع ہو کر بیسویں صدی کے اختتام پر مشتمل ہے، غیر مسلم قلم کاروں میں بچوں کے کئی اہم ناول نگار، کہانی نویس اور شاعر نظر آتے ہیں، اس دور میں سب سے باوقار اور قد آور شخصیت کرشن چندر کی ہے۔

جدید سائنسی، صنعتی اور سماجی تقاضوں کو اپنے فکشن میں کامیابی سے برتنے والے افسانہ نگار کرشن چندر نے بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کے لیے کامیاب ادب تحریر کیا ہے، انھوں نے اپنی کہانیوں، افسانے، ناول اور ڈرامے کے ذریعے بچوں کی ہمہ جہت معلومات، ذہنی و جسمانی نشو و نما اور ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے، ان کا شعریت آمیز رومانوی انداز اور حسین مناظر کی تصویر کشی بچوں کو اپنی گرفت میں لیے رہتی ہے، انھوں نے بچوں کے لیے فنطاسیہ، مہماتی اور سائنس فکشن تحریر کیا ہے، ان کی زیادہ تر کہانیاں تمثیلی اور طنزیہ انداز میں ہیں، جن میں مزاح کی چاشنی سے مقصدیت کو خوش گوار انداز میں پیش کیا گیا ہے، انھوں نے اپنے ناول ''ستاروں کی سیر'' میں بچوں کو نئے جہانوں کی سیر کرائی ہے، اور تفریح کے پردے میں بچوں کو جدید سائنسی ایجادات اور کائنات کے اسرار سے روشناس کرایا ہے، چڑیوں کی الف لیلیٰ، بیوقوفوں کی کہانیاں، سونے کی صندوقچی، سونے کا سیب، شیطان کا تحفہ اور الٹا درخت وغیرہ کرشن چندر کی مقبول کہانیاں ہیں، اُلٹا درخت اُردو میں بچوں کا بہترین فنطاسیہ ہے، جو اپنے دل کش اسلوب کے سبب بچوں اور بڑوں دونوں میں مقبول ہے، اس میں خود غرض اور مفاد پرست سماج پر زبردست طنز ہے، ان کے بیش تر فکشن میں انسانی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اس خوب صورتی سے پیش کیا گیا ہے کہ بچّے فرضی کہانی کو بھی حقیقی زندگی کا جزو سمجھنے لگتے ہیں، انھوں نے عام بچوں کی زندگی کو بھی فن کارانہ مہارت کے ساتھ پیش کیا ہے، جیسے ''بیوقوفوں کی کہانیاں''۔ یہ کہانیاں بچوں کی تفریحِ طبع کے لیے مزاحیہ پیرایہ میں لکھی گئی ہیں، ناول اور طویل کہانیوں کے علاوہ انھوں نے بہت سی مختصر کہانیاں اور ڈرامے بھی لکھے ہیں، کرشن بچوں کے ساتھ بچہ بن جاتے ہیں، وہ اپنی تحریروں میں بچوں کی نفسیاتی

پیچیدگیوں کا پورا خیال رکھتے ہیں، ان کی زبان اور اسلوب بچوں کے مزاج اور مذاق سے ہم آہنگ ہے، غرض جدید سائنسی اور صنعتی دنیا کے پس منظر میں ان کی کہانیاں، ناول اور ڈرامے اپنے شاعرانہ اور رومانوی طرز نگارش کی بنا پر لافانی شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں (۱۱)۔

رام لعل بچوں کے ادب میں ایک منفرد مقام کے حامل ہیں، وہ اُردو کہانی میں ایک معمار کی حیثیت رکھتے ہیں، انھوں نے بچوں کی کہانی کو جس انداز میں سنوارا، نکھارا اور جلا بخشی، اس کی مثال اُردو ہی نہیں، ہندوستان کی دوسری زبان میں بھی نہیں ملتی ہے، ان کی کہانیوں کے موضوعات بچوں کی روزمرہ زندگی کے مسائل کا آئینہ ہیں، انھوں نے اپنی کہانیوں میں روزمرہ زندگی کے مسائل سے چھٹکارا پانے کا راستہ بھی دکھایا ہے، ان کی زیادہ تر کہانیاں ماہ نامہ ''کلیاں'' (لکھنؤ) کھلونا (نئی دہلی) پیام تعلیم (نئی دہلی) اور امنگ (دہلی) میں مسلسل شائع ہوتی رہی ہیں، نیشنل بک ٹرسٹ، نہرو بال پستکالیہ اور یوپی اُردو اکادمی نے ان کی کہانیوں کے مصور ایڈیشن شائع کیے ہیں، رام لعل بچوں کی نفسیات اور رجحانات سے بخوبی واقف ہیں، بچوں کی دل چسپیوں اور فطری مسائل پر ان کی گہری نگاہ ہے، وہ نہ تو بچوں کو نصیحت کرتے ہیں، اور نہ درس دیتے ہیں، بلکہ ان کی تفریح طبع کے ساتھ ساتھ کچھ اس طرح اپنا مقصد پیش کر دیتے ہیں کہ بچے غیر اختیاری طور پر وہ سب کچھ محسوس کر جاتے ہیں، جو رام لعل بچوں سے کہنا چاہتے ہیں (۱۲)۔

بچوں کے شاعر تلوک چند محروم کے فرزند رشید، ماہر اقبالیات پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے بچوں کے لیے بھی چند کتابیں لکھی ہیں، بچوں کے لیے ان کی شاعری کا مجموعہ ''بچوں کی نظمیں'' پہلی مرتبہ ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا، سولہ نظموں پر مشتمل یہ مجموعہ ایسا گلدستہ ہے، جس میں ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کے پھول کھلے ہیں، اور وطن کی محبت کے گل بوٹے سجے ہیں، بچوں کے لیے پورے ملک کی سیر ہے، غنائی فیچر اور گیت ہیں، ملاحظہ ہو نظم: تماشے والا، کلکتہ میل، کسانوں کا گیت، عید، دسہرہ، دیوالی اور دیس ہوا آزاد وغیرہ۔ بچوں کے لیے ان کی دوسری کتاب: ''اقبال کی کہانی'' ہے، یہ بچوں کے لیے اقبال کا مختصر اور جامع تعارف ہے، آپ نے بچوں کے لیے بے شمار ڈرامے اور مضامین تحریر کیے ہیں، آپ کے ڈراموں میں، بچوں کے اقبال، ہمارے تہوار اور بنگال کا جادو قابل ذکر ہیں۔

معتبر محقق، سربرآوردہ نقاد اور ماہر لسانیات پروفیسر گوپی چند نارنگ بچوں کے ادب میں نصابی کتب کی ترتیب وتدوین میں یقیناً یاد رکھے جائیں گے، انھیں این سی ای آر ٹی کی نصابی کمیٹی کا صدر نشیں مقرر کیا گیا تھا، تاکہ اُردو زبان وادب کے نصاب کی از سر نو تدوین وترتیب پہلی جماعت سے بارہویں جماعت تک کے لیے موجودہ تعلیمی ضروریات کے مطابق کی جائے، آپ کی نگرانی میں بیسویں صدی کی آٹھویں دہائی میں شروع کیے گئے اس پروجیکٹ کے تحت اُردو کی یہ بارہ نصابی کتابیں بڑی سائنٹفک انداز میں تیار کی گئیں، اس کام کو معیار تک پہنچانے کے لیے نارنگ صاحب نے ملک گیر سطح پر اسکول، کالج اور یونی ورسٹی کے منتخب اساتذۂ اُردو اور ماہرین کا تعاون حاصل کیا، اور بطور ماڈل پہلی،

دوسری اور دسویں جماعت کی نصابی کتب خود تیار کیں، آپ کی سرکردگی میں تیار کی جانے والی ان کتابوں کی پاکستان میں بھی پذیرائی ہوئی، آپ نے پوری اُردو دنیا کے بچوں میں الفاظ کے یکساں املاء اور تلفظ کی ادائیگی اور صحیح شناخت کے لیے ''املا نامہ'' مرتب کیا، پروفیسر نارنگ نے ساتویں دہائی میں ہندو اساطیری ادب پر مشتمل نیشنل بک ٹرسٹ نئی دہلی کے لیے ''پرانوں کی کہانیاں'' اُردو میں مرتب کی تھیں، جو ذاکر حسین سیریز کے تحت شائع ہوئی ہیں، اس میں پرانوں سے (۲۲) کہانیاں لی گئی ہیں (۱۳)۔

محترمہ کرن شبنم ہندی ماہ نامہ ''چھاؤں'' کی مدیرہ رہی ہیں، ہندی میں بڑوں کے لیے اور اُردو میں بچوں کے لیے کہانیاں لکھتی رہی ہیں، آٹھویں اور نویں دہائیوں میں ان کی کہانیاں ''پیام تعلیم'' نئی دہلی میں شائع ہوئی ہیں، ۱۹۸۶ء میں ان کی اُردو کہانیوں کا مجموعہ: ''پھلواری'' شائع ہوا ہے۔ انھوں نے سید ضیاء الرحمن غوثی مدیر ''مسرت'' کے باہمی تعاون سے کہانیوں کا مجموعہ: ''رادھا اور رفیق'' ۱۹۹۵ء میں شائع کیا، جو غالباً اُردو میں پہلی اجتماعی کتاب ہے ''رادھا اور رفیق'' ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب، آپسی اتحاد، پیار، محبت، خلوص، رنگارنگی اور کثرت میں وحدت کا پیغام ہے (۱۴)۔

کیدار ناتھ کومل صاحب طالب علی کے زمانہ (۱۹۴۹ء کے قبل) سے اُردو اور ہندی میں نظمیں اور کہانیاں لکھ رہے ہیں، ان کے نزدیک اُردو اور ہندی میں سوائے رسم الخط کے کوئی فرق نہیں ہے، انھوں نے بچوں کے لیے ہندی کی نظموں اور کہانیوں کا ڈھیروں ترجمہ کیا ہے، انھوں نے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ ''ذاتی طور پر تنگ نظری سے دُور ہوں، زندگی کو زندگی سمجھتا ہوں ..... نظم کو نظم، بلا مذہب یا زبان کے لحاظ سے پچھلے چالیس برسوں سے برابر لکھتا رہا ہوں۔'' (دیباچہ: ننھے منے گیت)

۱۹۸۷ء میں ان کی نظموں کا ایک مجموعہ: ''ننھے منے گیت'' قومی کونسل برائے فروغ اُردو زباں نئی دہلی نے شائع کیا ہے، ان نظموں میں بچوں کا معصوم بچپن ہنستا، کھیلتا اور چہکتا نظر آتا ہے، جہاں پیار، محبت، انسانیت اور ایکتا کی خوشبو چاروں طرف پھیلی رہتی ہے:

ہم ننھے منے بچے کرتے ہیں جو سب سے پریت
ہم ننھے منے بچے خوب نبھاتے پیار کی ریت

اسی طرح اس دور میں ان غیر مسلم اہل قلم کا ذکر ضروری ہے، جنھوں نے بچوں کے لیے دوسری زبانوں سے کہانیوں کا ترجمہ کیا ہے، جیسے: پریم پال اشک، جوگیندر پال اور نامی انصاری وغیرہ، مؤخر الذکر نے بچوں کی تین کتابوں کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے: (۱) ناول: آدتیہ (۲) گاندھی جی کی کہانی (۳) مینالی رمن کی کہانیاں۔

اب ہم بچوں کے ادب کے چوتھے اور آخری دور میں آرہے ہیں، جو اکیسویں صدی کی ابتداء سے تا

حال جاری ہے، اس دور میں اُردو ذریعہ تعلیم سے غیر مسلموں کی دوری کے باوجود حیرت انگیز طور پر بچوں کے لیے لکھنے والوں کا سلسلہ جاری ہے، ان میں فلمی دنیا کے گیت کار گلزار، احد پرکاش، نندکشور وکرم، آزاد سونی پتی، کرشن پرویز، ڈاکٹر بیتاب علی پوری، رام آسرا راز، شنکر، میری لن ہرش، پی ڈی ٹنڈن، مدو ٹنڈن، پریم نارائن اور ڈاکٹر بھوندراج بلوانی وغیرہ شامل ہیں (۱۵)۔

گلزار نے ایک نئے انداز میں بچوں کے لیے سلسلہ وار کہانیاں لکھی ہیں: بوسکی کا پنچ تنتر حصہ اول تا پنجم، بوسکی کی گنتی، بوسکی کا کوا نامہ، بوسکی کے گپیس اور بوسکی کے کپتان چاچا۔

احد پرکاش بچوں کے ایک ابھرتے ہوئے شاعر و ادیب ہیں، انھوں نے موضوعات کے انتخاب اور لفظیات کے استعمال میں بچوں کی دل چسپی، رجحان اور تفریح کا خاص خیال رکھا ہے، انھوں نے اپنی نظموں اور کہانیوں میں خالص تفریح اور مزاح کے علاوہ بچوں کو نیک خصلت، بہادر اور شوق سے تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، انھوں نے زیادہ تر جانوروں اور پرندوں کے وسیلے سے بچوں کو ذہنی غذا فراہم کی ہے، بھالو جی، گدھے لال، پیاری مینا، جگنو، چیونٹی اور شیر کے بچے ان کی بڑی دل چسپ نظمیں اور کہانیاں ہیں۔

رادھا کرشن آزاد سونی پتی کی نظمیں اور کہانیاں ماہ نامہ امنگ کے علاوہ ''چشم اُردو'' چھتیس گڑھ میں شائع ہوئی ہیں، ان کی نظمیں اور کہانیاں بچوں کی تفریح کے ساتھ اتحاد، حب الوطنی، خدمتِ خلق، تحصیل علم اور برائی سے بچنے کی ترغیب دیتی ہیں (۱۶) بہ طور نمونہ ایک شعر ملاحظہ ہو:

ہر اک حال میں نیک اطوار رہنا
بروں کی برائی سے ہشیار رہنا

فخرِ ہریانہ، شاعری رتن ڈاکٹر رامانند بیتاب علی پوری کی پیدائش علی پور پاکستان میں ہوئی، ۱۹۴۹ء میں وہ سونی پت ہریانہ منتقل ہو گئے، اور ۱۹۹۰ء سے روہنی دہلی میں قیام پذیر ہیں، ان کی تیرہ کتابوں میں بچوں کی شاعری پر ایک کتاب ''گلدستہء اطفال'' پہلے خود انھوں نے شائع کی، اب ہریانہ اُردو اکیڈمی پنچکولہ نے شائع کی ہے، ان کی نظموں کی زبان نہایت آسان، ہلکی پھلکی اور واضح ہے، ان کی نظموں میں تعلیم، تفریح، تحصیل آزادی، ملک کی ترقی، قومی اور وطنی عناصر نمایاں ہیں (۱۷)۔

غرض اس مختصر جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسری اصناف کی طرح بچوں کے ادب کے فروغ وارتقاء میں بلا امتیاز مذہب تمام اہل قلم نے حصہ لیا ہے، اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، آج نئی نسل میں دیگر زبانیں سیکھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، ضرورت ہے کہ ہم اُردو کی شیرینی کو عام کرنے کے لیے متحرک ہو جائیں، اور جو لوگ اس کی مٹھاس سے محروم ہیں، اس ذائقہ دار زبان کی لذت سے آشنا کرائیں۔

حواشی:

(۱) الرحمٰن:۴۔

(۲) سورۂ ابراہیم:۴۔

(۳) مسعود حسین خان، پروفیسر، مقدمہ تاریخِ زبانِ اردو (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۵ء)، ص ۷۸۔

(۴) سید احتشام حسین، اُردو ادب کی تنقیدی تاریخ (دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اُردو)، ص ۱۸۔

(۵) خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اُردو میں بچوں کا ادب (کان پور: ادارہ بزمِ خضرِ راہ، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۷۶۔۱۷۷۔

(۶) ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، بچوں کے ادب کی تاریخ (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۶ء)، ص ۱۵۵۔

(۷) ایضاً، ص ۱۶۷۔

(۸) خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اُردو میں بچوں کا ادب: ۱۷۹۔۱۸۰۔

(۹) خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اُردو میں بچوں کا ادب: ۱۹۳۔۱۹۴۔

(۱۰) ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، محولہ بالا، ص ۱۸۹۔۱۹۰۔

(۱۱) ڈاکٹر خوشحال زیدی، اُردو ادبِ اطفال کے معمار (نئی دہلی: نہرو چلڈرن اکیڈمی، ۱۹۹۳ء)، ص ۹۵۔۱۰۳۔

(۱۲) ایضاً، ص ۱۶۴۔

(۱۳) ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، محولہ بالا، ص ۲۵۵۔۲۵۶۔

(۱۴) سید ضیاء الرحمن غوثی، بہار میں بچوں کا ادب (دہلی: ناشر ندارد، ۲۰۰۵ء)، ص ۳۲۔۳۳۔

(۱۵) ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، بچوں کا ادب اور اخلاق: ایک تجزیہ (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۷۶۔

(۱۶) ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، محولہ بالا، ص ۳۱۷۔۳۱۸۔

(۱۷) ایضاً، ص ۳۱۵۔

مآخذ:

۱- حسین، احتشام، سید، اُردو ادب کی تنقیدی تاریخ، دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اُردو۔

۲- خان، مسعود حسین، پروفیسر، مقدمہ تاریخِ زبانِ اردو، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۲۰۰۵ء۔

۳- زیدی، خوشحال، ڈاکٹر، اُردو ادبِ اطفال کے معمار، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۵ء۔

۴- زیدی، خوشحال، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، کان پور: ادارہ بزمِ خضرِ راہ، ۱۹۸۹ء۔

۵- سبیلی، اسرار الحق، سید، ڈاکٹر، بچوں کا ادب اور اخلاق: ایک تجزیہ، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۵ء

۶- سبیلی، اسرار الحق، سید، ڈاکٹر، بچوں کے ادب کی تاریخ، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۶ء۔

۷- غوثی، ضیاء الرحمن، سید، بہار میں بچوں کا ادب، دہلی: نہرو چلڈرن اکیڈمی، ۱۹۹۳ء۔